شرح صحیح مسلم

وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

اور رسول تم کو جو احکام دیں ان کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو منع کریں ان سے باز رہو

شرح صحیح مسلم

جلد اول

مقدمہ، کتاب الایمان، کتاب الطہارۃ، کتاب الحیض، کتاب الصلوٰۃ

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

الطبع التاسع : صفر ۱۴۲۳ھ / مئی ۲۰۰۲ء
الطبع العاشر : صفر ۱۴۲۴ھ / اپریل ۲۰۰۳ء
تصحیح : مولینا حافظ محمد ابراہیم فیضی
مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور

مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ (احزاب : ۷۲)

اس امانت میں خیانت سے انکار کیا اور خیانت کرنے سے ڈر گئے، اور انسان نے اس امانت میں خیانت کی، بے شک وہ بہت ظالم اور بڑا جاہل تھا۔

ہر انسان کے پاس اس کا دین بطور امانت رکھا گیا ہے مسلمان پوشیدہ اور ظاہر غسل جنابت کرتا ہے نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے، اور منافق صرف لوگوں کے سامنے احکام شرعیہ کی اطاعت کرتا ہے، آپ نے فرمایا کیا تم لوگ اس طرح ہو، ہم نے عرض کیا نہیں! آپ نے فرمایا پھر تم اس سے بری ہو۔

(۸)۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ منافق صرف عہد رسالت میں تھے، اب صرف اسلام ہے یا کفر ہے اور جو شخص دل میں کفر رکھے اور ظاہراً اسلام کرے، وہ بظاہر مسلمان ہے اور حقیقت میں کافر ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث میں جو علامتیں بیان کی گئی ہیں وہ عہد رسالت کے منافقین کے ساتھ مخصوص ہیں۔

(۹)۔ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس شخص میں یہ صفات ہوں وہ منافقین کی صفات کے ساتھ مشابہ ہے۔

(۱۰)۔ اس حدیث میں نفاق عمل مراد ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا: کیا تمہارے علم میں میرے اندر کوئی نفاق ہے؟

(۱۱)۔ المنافق میں الف لام اگر جنس کا ہو تو پھر اس سے حقیقت نفاق مراد نہیں ہے، بلکہ بطور تمثیل اور تشبیہ منافق کا اطلاق ہے، اور اگر اس میں الف لام عہد کا ہو تو کوئی خاص منافق مراد ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے منافقین مراد ہیں۔

بعض روایات میں منافق کی چار علامات بیان کی گئی ہیں لیکن یہ روایات اس حدیث کے معارض نہیں ہیں، کیونکہ نفاق کی متعدد علامات تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی موقع پر تین علامتیں بیان فرمائیں اور کسی موقع پر چار، اور حصر کہیں نہیں فرمایا۔ [۱]

بَابُ ۲۵ بَيَانِ حَالِ اِيْمَانِ مَنْ قَالَ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ يَا كَافِرُ

مسلمان کو کافر کہنے والے کا حکم

۱۲۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَكْفَرَ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے (دینی) بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے کسی ایک شخص کی طرف کفر ضرور لوٹتا ہے۔

۱۲۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے کسی (دینی) بھائی سے کہا اے کافر

[۱] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۲۲۲ - ۲۲۱ ملخصاً وموضحاً مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ ـ

کفر دونوں میں سے ایک کی طرف ضرور لوٹے گا، اگر وہ شخص واقعی کافر ہو گیا تھا تو ٹھیک ہے ورنہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا۔

۱۲۵۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ ـ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے علم کے باوجود اپنے نسب کے خلاف کسی اور سے نسب قائم کیا اس نے کفر کیا اور جس شخص نے دوسرے کی چیز پر دعویٰ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے، اور جس نے کسی شخص کو کافر یا دشمن خدا کہہ کر پکارا حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کفر اس کی طرف لوٹ آئے گا

مسلمان کو کافر کہنے والے کی تکفیر کی توجیہات

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
بعض علماء نے اس حدیث کو مشکل احادیث میں شمار کیا ہے کیونکہ اس حدیث کا ظاہر معنی مراد نہیں ہے اس لیے اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ قتل، زنا اور اسی طرح دوسرے کبیرہ گناہوں کی وجہ سے مسلمان کی تکفیر نہیں کی جاتی، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو "اے کافر" کہے درآں حالیکہ اس کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ دین اسلام باطل ہے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی اس وجہ سے اس حدیث کی حسب ذیل توجیہات کی گئی ہیں:

(۱)۔ جو شخص جائز اور حلال سمجھ کر کسی مسلمان کو اے کافر کہے وہ کافر ہو جائے گا۔
(۲)۔ جو شخص مسلمانوں کو بہ کثرت کافر کہے گا اس کی شامت سے وہ خود مآل کار کافر ہو جائے گا۔
(۳)۔ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہہ رہا ہے وہ درحقیقت خود کو کافر کہہ رہا ہے کیونکہ جس کو کافر کہہ رہا ہے اس کے عقائد اسی کی مثل ہیں اور وہ اسی کی طرح مسلمان ہے۔
(۴)۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے گا تو اس کی تکفیر کا گناہ اس کی طرف لوٹے گا۔
(۵)۔ اگر کسی شخص نے مسلمان کو بطور سب وشتم کافر کہا تو یہ گناہ کبیرہ ہے اور اگر مسلمان کو اس کے اسلامی عقائد کی وجہ سے کافر کہا تو پھر یہ کفر اس کی طرف لوٹ جائے گا۔
(۶)۔ قاضی عیاض نے امام مالک بن انس سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث خوارج پر محمول ہے جو مسلمانوں کی تکفیر کرتے تھے، لیکن تحقیق یہ ہے کہ باقی اہل بدعت کی طرح خوارج کی بھی تکفیر نہیں کی جاتی۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۵۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ ھ

مبتدعین اہل قبلہ کی تکفیر کے متعلق متکلمین کا نظریہ

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

والجمع بين قولهم لا يكفر احد من اهل القبلة وقولهم يكفر من قال بخلق القرآن او استحالة الرؤية او سب الشيخين اولعنهما وامثال ذلك مشكل [1]

متکلمین کا ایک قول ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی، اور ان کا دوسرا قول ہے کہ قرآن مجید کو مخلوق کہنا، رویت باری تعالیٰ کو محال کہنا، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو سب کرنا یا لعنت کرنا کفر ہے، ان دونوں قولوں میں تطبیق مشکل ہے۔

علامہ عبد العزیز پرہاروی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس اشکال کے تین جواب دیئے گئے ہیں:

(۱)۔ تکفیر نہ کرنا شیخ اشعری اور ان کے موافق متکلمین کا مذہب ہے، "ملتقی" (منتقی؟) میں امام اعظم سے بھی یہی مذہب مروی ہے، اور تکفیر کرنا فقہاء کا مذہب ہے لہٰذا دونوں قولوں کے قائل الگ الگ ہیں۔

(۲)۔ کتاب وسنت کے دلائل قطعیہ اور اجماع سلف کی اس پر دلالت ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور رویت باری واقع ہے، اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو شرف عظیم حاصل ہے، سو جو شخص ان امور کا انکار کرے اس کو اہل قبلہ میں سے شمار نہیں کیا جائے گا۔

(۳)۔ جن علماء نے تکفیر کی ہے وہ تہدید اور تغلیظ پر محمول ہے اس کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے۔ [2]

فاضل سیالکوٹی اس بحث میں لکھتے ہیں:

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ (کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی) شیخ اشعری نے بیان کیا ہے اور اکثر فقہاء نے اس کی موافقت کی ہے، "ملتقی" (منتقی؟) میں امام ابو حنیفہ سے بھی یہی مروی ہے، اور دوسرے فقہاء نے اس قاعدہ کی موافقت نہیں کی اور انھوں نے کہا کہ ہم شیعہ اور معتزلہ کی تکفیر کرتے ہیں چونکہ دونوں قولوں کا قائل ایک نہیں ہے، اس لیے ان میں تطبیق کی ضرورت نہیں ہے۔ [3]

علامہ ابن ہمام اس بحث میں لکھتے ہیں:

واعلم ان الحكم بكفر من ذكرنا من اهل الاهواء مع ما ثبت عن ابي حنيفة والشافعي

جان لو کہ ہم نے جو اہل اہواء (مثلاً حضرت ابو بکر کی امامت کے منکر اور ان سب کرنے والے)

---

[1] علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ، شرح عقائد نسفی ص ۱۲۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] مولانا عبد العزیز پرہاروی، نبراس ص ۵۷۲، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۳۹۷ھ

[3] مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ، حاشیہ عبد الحکیم علی الخیالی ص ۳۲۲، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۱۳۹۷ھ

رحمھما اللہ من عدم تکفیر اھل القبلۃ من المبتدعۃ کلھم عملہ ان ذلک المعتقد نفسہ کفر فالقائل بہ قائل بما ھو کفر وان لم یکفر بناء علی کون قولہ ذلک عن استفراغ وسعہ مجتھدا فی طلب الحق لکن جزمھم ببطلان الصلاۃ خلفہ لا یصح ھذا الجمع اللھم الا ان یراد بعدم الجواز خلفھم عدم الحل ای عدم حل ان یفعل وھو لا ینافی الصحۃ والا فھو مشکل واللہ سبحانہ اعلم۔ [1]

پر کفر کا حکم لگایا ہے، حالانکہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہا اللہ سے یہ ثابت ہے کہ بعتدعین اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی سو اس تکفیر کا محمل یہ ہے کہ فی نفسہ یہ معتقدات کفر ہیں اور جو ان کا قول کرے گا وہ کفر کا قول کرے گا، ہر چند کہ اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ اس قول کے قائل نے حق کو طلب کرنے کے لیے حتی الوسع اجتہاد کر کے یہ قول کیا ہے، لیکن ان کی اقتداء میں نماز کے بطلان کا قول کرنا اس تطبیق کی تصحیح نہیں کرتا اے اللہ! البتہ ان کی اقتداء میں نماز کے بطلان کے قول کو اس پر محمول کیا جائے، کہ ان کی اقتداء نہیں کرنی چاہیے اور یہ چیز صحت نماز کے منافی نہیں ہے، اور اگر یہ توجیح نہ کی جائے تو پھر اہل قبلہ کی عدم تکفیر کے قاعدہ سے یقیناً اشکال واقع ہوگا، واللہ اعلم بالصواب۔

ملا علی قاری اس بحث میں لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ نے اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے پر تفصیل سے کلام کیا ہے خواہ وہ اہل معصیت ہوں یا اہل بدعت اور امام اعظم کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سبّ کرنا کفر نہیں ہے، چنانچہ ابوشکور سالمی نے تمہید میں اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے، کیونکہ اس تکفیر کا مبنی ثابت نہیں ہے، مسلمان کو سبّ کرنا فسق ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے اور اس لحاظ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور دوسرے مسلمان مساوی ہیں بلکہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ کسی شخص نے حضرت ابوبکر اور عمر کو قتل کر دیا بلکہ حضرت عثمان اور حضرت علی کو بھی قتل کر دیا تب بھی وہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں ہوگا اور یہ مسلّم ہے کہ سبّ کرنا قتل کرنے سے کم درجہ کا گناہ ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص حلال سمجھ کر قتل یا سبّ کرے تو وہ لامحالہ کافر ہوگا، (الی قولہ) شرح عقائد میں ہے "صحابہ کو سبّ کرنا اور ان پر طعن کرنا اگر ادلہ قطعیہ کے مخالف ہو تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہ پر بہتان لگانا، ورنہ بدعت اور فسق ہے، اس عبارت میں یہ تصریح ہے کہ متکلمین کے نزدیک حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب کرنا کفر نہیں ہے۔ [2]

نیز ملا علی قاری لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ ھ، فتح القدیر ج ۱ ص ۳۰۴، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ ھ، شرح فقہ اکبر ص ۸۶ ـ ۸۷، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر، ۱۳۷۵ ھ

ولا يخفى انه يمكن ان يقال في دفع الاشكال: ان جزمهم ببطلان الصلاة خلفهم احتياطًا لا يستلزم جزمهم بكفرهم۔

(الى قوله) وان المراد بعدم تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا يكفر ما لم يوجد شيء من امارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شيء من موجباته۔

(الى قوله) واختلفوا ايضا هل يكفر المخالف للحق بذلك الاعتقاد والقول به على وجه الاعتماد ام لا؟ وذهب الاشعري واكثر اصحابه الى انه ليس بكافر، وبه يشعر ما قاله الشافعي رحمه الله: لا ارد شهادة اهل الاهواء الا الخطابية لاستحلالهم الكذب، وفي المنتقى عن ابي حنيفة رحمه الله لم نكفر احدا من اهل القبلة وعليه اكثر الفقهاء، ومن اصحابنا من قال بكفر المخالفين، وقال قدماء المعتزلة بكفر القائل بالصفات القديمة وبخلق الاعمال، وقال الاستاذ ابو اسحاق نكفر من يكفرنا ومن لا فلا، واختار الرازي ان لا يكفر احد من اهل القبلة، وقد اجيب عن الاشكال بان عدم التكفير مذهب المتكلمين والتكفير مذهب الفقهاء فلا يتحد القائل بالنقيضين فلا محذور، ولو سلم فيجوز ان يكون للتغليظ في رد ماذهب اليه المخالفون والاول لاحترام

یہ بات مخفی نہ رہے کہ اس اشکال کو دور کرنے کے لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ روافض وغیرہ کی اقتداء میں نماز کے باطل ہونے کا حکم احتیاطاً ہے، اور یہ ان کے کفر کو مستلزم نہیں ہے۔

متکلمین نے جو یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائیگی یہ اس وقت ہے کہ جب ان میں کفر کی کوئی علامت نہ پائی گئی ہو اور نہ ان سے کوئی چیز موجب کفر صادر ہوئی ہو۔

اس میں اختلاف ہے کہ جو شخص اعتقاد حق کا مخالف ہو اور اس کا اعتقاد سے قائل ہو آیا اس کی تکفیر کی جائے گی یا نہیں؟ امام اشعری اور ان کے اکثر اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہے، امام شافعی کا یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ: میں خطابیہ کے علاوہ باقی اہل ہواء کی شہادت کو مسترد نہیں کرتا اور خطابیہ کی شہادت اس لیے مسترد کرتا ہوں کہ وہ جھوٹ کو حلال قرار دیتے ہیں، منتقی میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یہ منقول ہے کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے اکثر فقہاء کا یہی مختار ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے مخالفین کی تکفیر کی ہے اور قدیم معتزلہ ان کی تکفیر کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو قدیم مانتے تھے، اور استاذ ابو اسحاق نے کہا جو ہماری تکفیر کرے گا ہم اس کی تکفیر کریں گے، اور جو ہماری تکفیر نہیں کرے گا ہم اس کی تکفیر نہیں کریں گے امام رازی کا مختار یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے، اور اس اشکال کا یہ جواب بھی ہے کہ روافض وغیرہ کی تکفیر نہ کرنا متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر کرنا فقہاء کا مذہب ہے، سو ان دو متنافی قولوں کا قائل ایک نہیں ہے، اور اگر قائل ایک ہو تو تکفیر

شان اهل القبلة فانهم فی الجملة معنا موافقون ۔ لہ

مخالفین کے رد کی وجہ سے تغلیظ پر محمول ہے اور تکفیر نہ کرنا ان کے اہل قبلہ ہونے کے احترام کی وجہ سے ہے، کیونکہ یہ لوگ بعض امور میں بہر حال ہمارے موافق ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۵ میں ہے: جس نے غیر کے مال پر دعویٰ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے، اس کی تشریح یہ ہے:

غیر کے مال پر دعویٰ کرنے کا حکم | جس نے غیر کے مال پر حلال سمجھ کر دعویٰ کیا تو ہم میں سے نہیں ہے کا مطلب ہے وہ ہمارے دین والوں میں سے نہیں ہے اور اگر حلال نہیں سمجھا تو مطلب یہ ہے وہ ہمارے طریقہ صحیحہ پر نہیں ہے یعنی خصائل محمودہ کا حامل نہیں ہے یا وہ ہماری اچھی عادتیں رکھنے والا نہیں ہے۔

بَابُ ۲۶ بَيَانِ حَالِ اِيْمَانِ مَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ

جو شخص علم کے باوجود اپنے باپ کے نسب سے انکار کرے اس کے ایمان کا بیان

۱۲۶ - حَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آباء کے نسب کا انکار نہ کرو، جس شخص نے اپنے باپ کے نسب سے انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔

۱۲۷ - حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ لَمَّا ادُّعِيَ زِيَادٌ لَقِيْتُ اَبَا بَكْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ مَا هٰذَا الَّذِيْ صَنَعْتُمْ اِنِّيْ سَمِعْتُ سَعْدَ ابْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ سَمِعَ اُذُنَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى اَبًا فِي الْاِسْلَامِ غَيْرَ اَبِيْهِ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرَةَ وَاَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابوعثمان بیان کرتے ہیں کہ جب زیاد کے بھائی ہونے کا دعویٰ کیا گیا تو میں نے ابوبکرہ سے ملاقات کی (زیاد ان کا ماں جایا بھائی تھا) اور ان سے کہا یہ تم نے کیا کیا، میں نے کہا میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے اپنا نسب اپنے باپ کے علاوہ کسی اور شخص سے منسوب کیا اس پر جنت حرام ہے، حضرت ابوبکرہ نے کہا میں نے بھی رسول اللہ

لہ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح فقہ اکبر ص ۱۵۵-۱۵۴، مطبوعہ مطبع مصطفےٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۷۵ھ